ایصالِ ثواب کی شرعی حیثیت

ایک تحقیق

محمد عرفان محمد رمضان سیوانی ندوی
امام وخطیب مسجد الفتح، دبئی، امارات

مکتبہ إحسان لکھنؤ

ایصال ثواب کی شرعی حیثیت
ایک تحقیق

از

مولانا محمد عرفان ندوی سیوانی
امام وخطیب مسجد الفتح
دبئی۔امارات

مکتبہ احسان، لکھنؤ

ایصال ثواب کی شرعی حیثیت ایک تحقیق

تالیف

مولانا محمد عرفان ندوی سیوانی

باہتمام

عرفان نصر ندوی، محمد طاہر احسان

E Saal-e-Sawab
Ki Shari Hesiyat Ek Tahqeeque
Author
Maulana Mohd. Irfan Nadwi Siwani
Edition : 2017
Pages : 24
Price : 30

ناشر

504/119, Tagore Marg, Daliganj, Lucknow-20 (U.P.)
Ph. : 0522-2742842 M. : 9793118234, 9335982413
E-mail : maktabaahsan1@gmail.com

فہرست مضامین

انتساب

میرے مشفق والدین کے نام جنہوں نے
مجھے دینی تعلیم کی راہ پر لگایا۔

جن کی دعاؤں اور توجہات کی بدولت ناچیز
یہ چند صفحات سپرد قرطاس کرنے کے لائق بن سکا۔

اللہ رب العزت ان کی زندگی میں برکت عطا
فرمائے ان کے سایہ عاطفت کو تادیر ہمارے سروں
پر قائم ودائم رکھے ہم سب کو اپنی مرضیات پر چلائے
اور خاتمہ بالخیر کرے آمین، یارب العالمین۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

الحمد للہ و کفی و سلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ أما بعد.

انسانوں کے انسانوں پر اور مسلمانوں کے بحیثیت ایک امت کے افراد کے دوسرے مسلمانوں پر حقوق عائد ہوتے ہیں، انسانوں کے انسانوں پر حقوق ان کی زندگی تک محدود نظر آتے ہیں، البتہ مسلمانوں کے مسلمانوں پر جو حقوق ہیں، وہ مرنے کے بعد بھی عائد ہوتے ہیں، جیسے جنازہ میں شرکت اور دعائے مغفرت وایصال ثواب وغیرہ، ان سے زندگی میں جو حقوق تلف ہوئے تھے ان کی کسی حد تک تلافی بھی ہو جاتی ہے، اور محبت بھی بڑھتی ہے، ایصال ثواب بھی اصلاً دعا ہے، کہ کوئی نیک عمل کرکے یہ دعا کرنا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کا اجر وثواب فلاں کو عطا فرمائے، اللہ کا اپنے بندوں پر یہ خاص فضل ہے کہ جو بندہ کسی بندہ کے ساتھ بھلائی کا معاملہ کرتا ہے تو دونوں کو فائدہ حاصل ہوتا ہے، اور یہ جو سمجھتا ہے کہ مرنے کے بعد عمل کا زمانہ ختم ہو گیا، ان کا یہ سمجھنا اگرچہ اپنی جگہ درست ہے، مگر اللہ تعالیٰ کے لیے یہ کوئی مشکل بات نہیں کہ وہ اپنے جن بندوں پر رحم کرنا چاہتا ہے اس کے ذریعہ اپنے دوسرے بندوں کو ذریعہ بنا دیتا ہے، اور دوسروں کے ذریعہ مراتب بلند فرما دیتا ہے، احادیث سے اس کا ثبوت ملتا ہے اور حقیقت میں یہ بات فائدہ سے خالی نہیں، اس سلسلہ میں مولوی محمد عرفان سیوانی ندوی مقیم دبئی کی کتاب ''ایصال ثواب کی شرعی حیثیت'' ایک اچھی اور لائق استفادہ کتاب ہے امید ہے لوگ اس سے فائدہ اٹھائیں گے، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور مفید بنائے۔

محمد رابع حسنی ندوی
دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ
جمعہ ۲۲ر شعبان المعظم ۱۴۳۸ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيد المرسلين وخاتم النبيين محمد وآله وصحبه أجمعين!

أما بعد! مرحومین کے ساتھ حسن سلوک کا ایک طریقہ یہ ہے کہ ان کے لیے دعائے مغفرت کی جائے، صدقہ خیرات یا کوئی بھی نیک عمل کر کے اس کا ثواب انہیں ایصال اور ہدیہ کیا جائے، یہ عمل سنت سے ثابت ہے اور اسلاف واخلاف اہل سنت والجماعت کے یہاں متداول ومعمول بہ رہا ہے۔

قرآن کریم کی تلاوت کر کے اس کا ثواب ایصال وہدیہ کرنا بھی مرحومین کے ساتھ اسی حسن سلوک کا حصہ ہے۔

لیکن افسوس کہ امت کے ایک خاص طبقہ اور کچھ لوگوں نے اس کو کاروبار بنالیا ہے، نوبت یہاں تک ہے کہ مسلم غیر مسلم کا فرق بھی ملحوظ نہیں ہے بس پیسہ، دکشنا، نذرانہ معاوضہ ملنا چاہیے، حالاں کہ ہر طبقہ کے علماء وفقہاء نے وضاحت کی ہے کہ اجرت طے کر کے قرآن خوانی کا اجر خود قاری (پڑھنے والے) کو نہیں ملتا تو وہ ایصال کیا کرے گا۔

دوسری طرف کچھ ایسے لوگ ہیں جنہوں نے قرآن پڑھ کر ثواب کا ایصال اور ہدیہ کرنے کو بدعت کہہ کر اس عمل کا صاف انکار ہی کر دیا، حالانکہ انصاف، حق، سداد، صواب دونوں کے درمیان ہے یعنی اخلاص سے، بے لوث ہو کر قرآن پڑھ کر اس کا ثواب ہدیہ اور ایصال کرنا نہ صرف جائز بلکہ مستحسن عمل ہے، اسی طرح دنیا کے مال ومتاع کی طلب میں شرطیہ معاوضہ لے کر محض مال وزر کی حرص وطلب میں قرآن خوانی کرنا ناجائز اور فعل مذموم ہے۔

زیر نظر کتابچہ میں اسی مسئلہ کو وضاحت سے بیان کیا گیا ہے، اور دلائل کی روشنی میں حق کو ثابت اور واضح کرنے کی سعی کی گئی ہے۔

اللہ اس عمل کو قبول فرمائے اور اس کے نفع کو عام وتام فرمائے اور محسنین ومعاونین کو دارین میں اچھا بدلہ عطا فرمائے آمین۔

العبد العاجز

محمد عرفان ندوی سیوانی

امام وخطیب مسجد الفتح دبئی، امارات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ایصالِ ثواب پر اجمالی نظر

انسان جب تک زندہ ہے اس کو مکمل اختیار ہے کہ خیر اور نیکی کی راہ چل کر زندگی و آخرت کو سدا بہار و زعفران زار بنا لے یا شر اور بدی کی راہ چل کر زندگی و آخرت تباہ و برباد کر لے۔

قرآن وحدیث سے پتہ چلتا ہے کہ انسان جب مر جاتا ہے تو اس کی زندگی کی فائل بھی بند ہو جاتی ہے تاہم چند صورتیں ہیں جس کا فائدہ، اجر اور ثواب مرنے کے بعد بھی مرنے والے کو دم بہ دم ملتا رہتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:
''کہ جب انسان مر جاتا ہے تو اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے مگر تین عمل کا ثواب ملتا رہتا ہے۔(۱) صدقۂ جاریہ (۲) ایسا علم جس سے فائدہ اٹھایا جا رہا ہو (۳) اور نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرتی ہے۔''

ارشاد نبویؐ ہے:''إذا مات ابنُ آدم انقطع عملُهُ إلا من ثلاث: صدقةٍ جاريةٍ أو علم ينتفع به أو ولدٍ صالح يدعو له''. (رواہ مسلم واصحاب السنن)

دوسری روایت ابن ماجہ کی تفصیلی ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں، فرمان نبویؐ ہے:''انسان کے مرنے کے بعد اس کے جن نیک اعمال کا ثواب اسے ملتا ہے وہ یہ ہیں:(۱) علم سیکھا پھر اس کی اشاعت کی (۲) نیک بیٹا چھوڑ گیا (۳) قرآن وراثت میں چھوڑا (۴) مسجد تعمیر کی (۵) مسافر خانہ بنایا (۶) نہر کھدوائی (۷) صدقہ جو اپنی تندرستی اور

زندگی میں نکالا، ان کا ثواب موت کے بعد بھی مرنے والے کو پہنچتا رہتا ہے۔"

ارشادِ نبویؐ ہے: "إن مما يلحق المؤمن من عمله وحسناته بعد موته، (١) علما علم ونشره (٢) أو ولدا صالحا تركه (٣) أو مصفحا......." الخ.

کسی کی موت کے بعد اس کی خدمت اور اس کے ساتھ حسن سلوک کا ایک طریقہ تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اس کے لیے مغفرت ورحمت کی دعا کی جائے، نماز جنازہ کی غرض وغایت بھی یہی ہے، اموات کی نفع رسانی اور خدمت کی ایک دوسری صورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی بتائی ہے کہ ان کی طرف سے صدقہ، قربانی، حج، عمرہ، نماز، روزہ، ذکر، تلاوت یا اسی طرح کا کوئی عملِ خیر کر کے اس کا ثواب ان کو ہدیہ کیا جائے "ایصال ثواب" اسی کا عنوان ہے۔

امام شافعیؒ کے نزدیک میت کو صرف دعا اور صدقات کا ثواب پہنچتا ہے، لیکن جمہور کے نزدیک ہر نفلی عبادت کا ثواب میت کو بخشا جا سکتا ہے مثلاً: نفلی روزہ، نفلی نماز، صدقہ، حج، قربانی، دعا واستغفار، ذکر، تسبیح، درود شریف، تلاوت قرآن وغیرہ۔ حافظ سیوطیؒ لکھتے ہیں: "کہ شافعی مذہب کے محققین نے بھی اسی مسلک کو اختیار کیا ہے اس لیے کوشش یہ ہونی چاہیے کہ ہر قسم کی عبادت کا ثواب مرحومین کو پہنچایا جاتا رہے۔

چناں چہ علماءِ سلف وخلف، متقدمین ومتاخرین ائمہ متبوعین، جمہور اہل سنت والجماعت، علامہ ابن تیمیہؒ، علامہ ابن قیمؒ، شیخ محمد بن عبد الوہابؒ، اکابرین علماءِ اہل حدیث کا متفقہ فیصلہ ہے کہ کوئی بھی کارِ خیر کر کے اس کا ثواب اموات کو ہدیہ کیا جائے تو اس کا فائدہ اموات کو ہوتا ہے۔ اس باب میں گمراہ فرقہ صرف معتزلہ اختلاف کرتے ہیں، معتزلہ مطلق ایصال ثواب کے قائل نہیں ہیں، معتزلہ نے اپنے اس باطل عقیدے کا پرچار کرنا شروع کیا تو ترجمانِ اہل سنت والجماعت محدث کبیر فقیہ عظیم علامہ طحاویؒ نے اپنی مشہور ولازوال تصنیف عقیدہ طحاویہ میں مسلک حق کی ترجمانی کرتے ہوئے لکھا: "وفي دعاء الأحياء وصدقاتهم منفعة للأموات."

اس جملہ کی شرح کرتے ہوئے شیخ صالح بن عبدالعزیز آل شیخ مشہور فقیہ اور وزیر شئون الإسلامية والأوقاف مملکت عربیہ سعودیہ فرماتے ہیں: ''کوئی شخص (نفلی) نماز پڑھے، قرآن پڑھے، عمرہ کرے، روزہ رکھے، ذکر اللہ کرے یا کوئی بھی نیک عمل یا کارِ خیر کرے، عبادت سے فارغ ہونے کے بعد اس کا ثواب والدین، قرابت دار یا کسی بھی شخص کو ہدیۃً بخش دے اور کہے اے اللہ! اس پڑھنے کا اجر فلاں کو دے دے تو ایسا کرنا جائز ہے، اس میں کوئی حرج نہیں ہے، ائمہ واہل سنت اور مخالفینِ بدعت اس کے جواز کے قائل ہیں مثلاً: امام احمد بن حنبلؒ، علامہ ابن تیمیہؒ، علامہ ابن قیمؒ، شیخ محمد بن عبدالوہابؒ (نجدی) ودیگر ائمہ دعوت۔''

چنانچہ لکھتے ہیں: ''أن يعمل العمل لنفسه، يصلي لنفسه يقرأ القرآن لنفسه، يعتمر لنفسه، يصوم عن نفسه، وهكذا في أي عمل، يذكر الله عزوجل عن نفسه ثم إذا فرغ من العبادة قال اللّٰهم اجعل ثواب قراء تي هذه لوالدي لوالدتي لمن له حق عليَّ لفلان إلى آخره، فهذا ليس الأصل المنع، ولهذا أئمة السنة المتحققون بالسنة ورد البدعة ذهبوا إلى جواز إهداء الثواب كالإمام أحمد وابن تيمية وابن القيم وطائفةٍ من أئمة الدعوة كالشيخ بن عبد الوهاب وجماعة.''

بحوالہ شروح عقیدۂ طحاویہ ج:۲، ص:۱۱۶۰ ناشر دار ابن جوزی قاہرہ۔

دوسری جگہ لکھتے ہیں: ''ذهب جمهور السلف كما عزاه إليهم ابن تيمية وابن القيم وغير ذلك وعبروا بالجمهور وذهب الإمام أبو حنيفة والإمام أحمد وجماعات من أهل الحديث والأثر إلى أن الميت ينتفع بما تقرب الحي به إلى ربه وأهدىٰ ثوابه إلى الميت، وأي قربة فعلها المسلم وأهدى ثوابها لمسلم حيٍّ أو ميتٍ نفعه ذلك.'' (حوالہ بالا ص:۱۱۵۳)

● ● ●

صدقات کا ایصال ثواب

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ ایک آدمی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میری والدہ اچانک فوت ہوگئیں اور انہوں نے کوئی وصیت نہیں کی، میرا گمان ہے اگر وہ بات کرتیں تو صدقہ کرتیں، اب اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا ان کو اس کا ثواب پہنچے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں۔

عن عائشة رضي الله عنها أن رجلاً أتى النبي صلى الله عليه وسلم فقال: "يا رسول الله إن أمي أفتُلِتَتْ نفسها ولم توص وأظنها لو تكلمت تصدقت أفلها أجر إن تصدقت عنها؟ قال نعم." [رواه البخاري والمسلم]

حضرت سعد بن عبادۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: "کہ ام سعد فوت ہوگئی، کون سا صدقہ افضل ہے؟ آپؐ نے فرمایا: پانی، تو حضرت سعدؓ نے کنواں کھودا اور کہا یہ ام سعد کے لیے ہے۔"

عن سعد بن عبادة رضي الله عنه قال: يا رسول الله إن أم سعد ماتت فأي الصدقة أفضل؟ قال: "الماء، فحفر بئراً وقال هذه لأم سعد."

[رواه أحمد والنسائي وغيرهما]

ان احادیث صحیحہ سے ثابت ہوا کہ اگر میت کو ایصال ثواب کیا جائے تو اس کو اس کا فائدہ ہوگا۔

● ● ●

حج کا ایصالِ ثواب

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: ''کہ قبیلہ جہینہ کی ایک عورت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا میری والدہ نے حج کی منت مانی تھی اور وہ منت پوری کرنے سے پہلے فوت ہوگئی کیا میں اس کی طرف سے حج کروں؟ فرمایا اس کی طرف سے حج کر، تیرا کیا خیال ہے اگر تیری والدہ کے ذمہ قرض ہوتا اور تو ادا کرتی تو ادا ہو جاتا، اسی طرح اللہ کا قرض ادا کرو وہ بالا ولی ادا ہو جاتا ہے۔

عن ابن عباس رضي الله عنهما : "إن امرأة من جهينة جاء ت إلى النبي صلى الله عليه وسلم فقالت: إن أمتي نذرت أن تحج فلم تحج حتى ماتت أفأحجُّ عنها قال: حجي عنها؟ أرأيت لو كان على أمك دين أكنت قاضيته؟ إقضوا فالله أحق بالقضاء." [رواه البخاري] ●●●

نماز کا ایصالِ ثواب

دار قطنی نے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے دریافت کیا کہ اے اللہ کے رسول! میرے والدین جب حیات تھے تو ان کے ساتھ حسن سلوک کر کے نیکی کماتا تھا ان کی موت کے بعد ان کے ساتھ حسن سلوک کیسے کروں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''موت کے بعد والدین کے ساتھ حسن سلوک میں سے یہ بھی ہے کہ اپنی نماز کے ساتھ تم اپنے والدین کے لیے نماز پڑھو اور اپنے روزہ کے ساتھ ان کے لیے روزہ رکھو۔''

"إن من البِرِّ بعد الموتِ أن تصلي لأبويك مع صلاتك وأن تصوم لهما مع صومك." (بحوالہ ابن عابدین شامی ج:۲،ص:۲۳۷) ●●●

قربانی کا ایصال ثواب

''نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دو سفید و سیاہ رنگ کے مینڈھوں کی قربانی کی ایک اپنی طرف سے ایک اپنی امت کی طرف سے۔''

"ضحّى النبي صلى الله عليه وسلم بكبشين أملحين، أحدهما عنه والآخر عن أمته." [رواه البيهقي ج:٩، ص:٢٦٧/مجمع الزوائد، ج:٤، ص:٢٢/ وقال الهيثمي إسناده حسن]

حنش بن عبداللہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دو مینڈھوں کی قربانی کرتے دیکھا تو میں نے ان سے دو قربانی کی وجہ پوچھی انہوں نے فرمایا: ''کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے وصیت فرمائی تھی کہ میں آپؐ کی طرف سے بھی قربانی کیا کروں تو ایک قربانی میں آپؐ کی جانب سے کرتا ہوں۔''

عن حنشؓ قال: رأيت عليا يضحّي بكبشين فقلت له ما هذا؟ فقال: "إن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم أوصاني أن أضحي عنه فأنا أضحي عنه." [رواه أبوداؤد والترمذي]

امام ابوداؤد نے مذکورہ حدیث باب الأضحية عن الميت (میت کی طرف سے قربانی) کے تحت ذکر کی ہے۔ قابل غور بات ہے کہ سید دو عالمؐ کو بھی شوق ہے کہ مجھے قربانی کا ثواب پہنچتا رہے، تو امت تو زیادہ اس کی محتاج ہے اگر اللہ نے توفیق دی ہے تو اپنے مرحومین کی طرف سے بھی قربانی کر دیا کریں، ان کو بھی قربانی کے جانور کے ایک ایک بال کے بدلے نیکیاں ملیں گی۔ ● ● ●

تلاوت قرآن کا ایصال ثواب

عبدالرحمٰن بن العلاء بن لجلاج نے اپنے والد سے نقل کیا کہ میرے والد لجلاج ابوخالد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ: ”بیٹے! جب میں مرجاؤں تو میرے لیے بغلی قبر بنانا، جب تم مجھے میرے لحد میں رکھو تو بسم اللّٰه وعلى ملة رسول الله صلى الله عليه وسلم کہنا، پھر مجھ پر مٹی برابر کرنا، پھر سر کے پاس سورۂ بقرہ کی ابتدائی آیات اور اس کی آخری آیات پڑھنا، بلاشبہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ پڑھتے ہوئے سنا ہے۔“

عن عبد الرحمٰن بن العلاء بن اللجلاج عن أبيه قال: قال لي أبي اللجلاج أبو خالد رضي الله عنه: ”يا بُنيَّ إذا أنا مِتُّ فالْحَد لي لحداً فإذا وضعتني في لحدي فقل بسم الله وعلىٰ ملة رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم سن علي التراب سنا ثم اقرأ عند رأسي بفاتحة البقرة وخاتمتها فإني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ذلك.“ [رواه الطبراني في الكبير وإسناده صحيح مجمع الزوائد، ج:٣، ص:٤٤ وقال الهيثمي رجاله موثقون. بحوالہ الفقه الميسر بالدليل المنور ص:٦٨٥]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا جب تم میں سے کوئی فوت ہو جائے تو اس کو روکو مت، جلدی قبر تک پہنچاؤ (دفن کے بعد سر کی جانب سورۂ بقرہ کی ابتدائی آیات (تا مفلحون) اور پاؤں کی طرف سورۂ بقرہ کی اختتامی آیات، (آمن الرسول سے ختم تک) پڑھی جائے۔

یہ حدیث امام بیہقی نے شعب الایمان میں درج کی ہے اور لکھا ہے کہ مذکورہ

حدیث موقوف علی ابن عمر ہے۔

سورۂ بقرہ کی ابتدائی اور اختتامی آیات قبر پر پڑھنے کا حکم ظاہر ہے، حضرت عبداللہ ابن عمر اپنی طرف سے نہیں دے سکتے تھے، بلاشبہ یہ بات بھی انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی سے سیکھی ہوگی، اس لیے یہ حدیث سنداً اگرچہ موقوف ہو، تاہم محدثین اور فقہاء کے اصول پر حکماً مرفوع ہی کے درجہ میں ہے۔

عن عبد الله بن عمر رضي الله عنه قال: سمعتُ النبي صلى الله عليه وسلم يقول: "إذا مات أحدكم فلا تحبسوا وأسرعوا به إلى قبره ويقرأ عند رأسه فاتحة البقرة وعند رجليه بخاتمة البقرة." [رواه البيهقي في شعب الإيمان وقال والصحيح أنه موقوف عليه.

امام شعبیؒ سے روایت ہے: "کہ انصار کے ہاں جب کوئی فوت ہوجاتا تو لوگ اس کی قبر پر آتے جاتے قرآن پڑھا کرتے تھے۔"

أخرج الخلال في الجامع عن الشعبي قال: "كانت الأنصار إذا مات الميت اختلفوا على قبره يقرأون به القرآن."

حضرت علیؓ کی مرفوع حدیث ہے: "کہ جو شخص قبرستان سے گزرے اور "قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ" گیارہ بار پڑھ کر اس کا ثواب مردوں کو بخش دے تو اسے بھی مردوں کی تعداد کے برابر ثواب دیا جائے گا۔" اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ بخشنے والا بھی ثواب سے نوازا جاتا ہے۔

عن علي رضي الله عنه مرفوعاً: "من مرَّ على المقابر وقرأ "قل هو الله أحد" أحد عشر مرة ثم وهب أجره للأموات أُعطِيَ من الأجر بعدد الأموات." [أخرجه أبو محمد السمرقندي في فضائل قل هو الله أحد]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے: ''جو قبرستان میں داخل ہوکر سورہ فاتحہ، سورہ اخلاص اور سورۂ تکاثر پڑھے، پھر کہے اے اللہ میں نے جو تیرا کلام پڑھا اس کا ثواب اس قبرستان کے مومن مردوں اور مومن عورتوں کو بخشتا ہوں تو اللہ کی بارگاہ میں وہ سب اس کی شفاعت کریں گے۔''

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "من دخل المقابر ثم قرأ فاتحة الكتاب وقل هو الله أحد وألهاكم التكاثر ثم قال اللّهم إني جعلت ثواب هذا ما قرأت لأهل المقابر من المؤمنين والمؤمنات كانوا شفعاء له إلى الله تعالىٰ." [رواه أبو القاسم سعد بن علي] حوالہ تفسیر مظہری، ج:۱۱،ص:۱۱۶

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص قبرستان میں جائے پھر سورۂ یٰسین پڑھے تو اللہ ان مردوں سے عذاب ہلکا کردے گا اور اس پڑھنے والے کو مردوں کی تعداد کے برابر نیکیاں ملیں گے۔''

عن أنس رضي الله عنه قال: "من دخل المقابر فقرأ سورة يٰسٓ خَفَّف الله عنهم وكان له بعدد مَنْ فيها حسنات." [أخرجه عبد العزيز صاحب الخلال بسنده]

علامہ سیوطیؒ نے لکھا ہے دفن کے وقت میت کے سرہانے سورۂ فاتحہ اور پاؤں کی طرف سورۂ بقرہ کی آیات پڑھنا وارد ہے۔

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم اپنے مرنے والوں پر سورۂ یٰسین پڑھا کرو۔''

عن معقل بن يسار رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "إقرأوا سورة يٰسٓ على موتاكم." [رواه أحمد، وأبوداؤد، وابن ماجه]

علامہ قرطبیؒ نے کہا جمہور کے نزدیک اس کا مطلب ہے مرنے کے وقت سورۂ یٰسین کا

پڑھنا عبدالواحد مقدسی نے کہا اس کا مطلب ہے قبرستان میں داخل ہونے کے وقت یٰسین پڑھنا، محبّ طبریؒ نے کہا دونوں حالتوں میں پڑھنا مراد ہے۔ بحوالہ تفسیر مظہری اردو، ج:۱۱، ص:۱۱۶

اس کی تائید ابن عدی کی روایت سے بھی ہوتی ہے کہ جو شخص اپنے والدین کی قبروں کی ہر جمعہ کو زیارت کرے اور ان کی قبروں کے پاس سورۂ یٰسین پڑھے تو ہر حرف کے برابر ان کی بخشش ہوگی۔

عـن ابـن أبيٰ عدي، "مَنْ زار قبر والديه أو أحدهما في كل جمعة فقرأ عندهما يٰسين غفر له بعدد كل حرف منها."

بحوالہ شروح ابن ماجہ حدیث نمبر:۱۴۴۸، ص:۵۸۲ ناشر بیت الافکار الدولیۃ۔

امام احمد بن حنبل کی روایت سے آیا ہے کہ جب تم قبرستان میں داخل ہو تو سورۂ معوذتین، اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھا کرو اور اس کا ثواب اس قبرستان کے مردوں کو بخش دیا کرو، پڑھنے کا ثواب ان کو پہنچ جائے گا۔ حوالہ تفسیر مظہری اردو ج:۱۱، ص:۱۷

روي عـن مـحـمـد بن أحمد المروذي قال: "سمعت أحمد بن حنبل رحـمـه الـله يقول: إذا دخلتم المقابر فاقرأوا بفاتحة الكتاب، والمعوذتين، وقل هو الله أحد، واجعلوا ثواب ذلك لأهل المقابر فإنه يصل إليهم.

رواه الـحسين فـي طبـقات الحنابلة ج:١، ص:٢٦٤/والسيوطي فـي الـفـوز الـعظيم في لقاء الكريم ص:١٢٤/بحواله الفقه الميسر بالدليل المنور ناشر دار النعمان دمشق ص:٦٨٥

حافظ شمس بن عبدالواحد اور امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ فرماتے ہیں کہ شرعی نصوص سے یہ بات ثابت ہے کہ میت کو ہر کار خیر کا ثواب پہنچتا ہے، نیز لوگ ہمیشہ سے ہر شہر میں جمع ہو کر اپنے مردوں کے لیے قرآن پڑھتے رہے ہیں اور کسی نے اس کو ناجائز نہیں قرار دیا تو گویا اس پر اجماع ہوگیا۔ حوالہ تفسیر مظہری اردو، ج:۱۱، ص:۱۱۷

سید سابق فقہ السنۃ میں لکھتے ہیں:"قال: أحمد بن حنبل المیت یصل إلیه کل شيء من الخیر، للنصوص الواردة فیه ولأن المسلمین یجتمعون في کل مصر ویقرأون، ویهدون لموتاهم من غیر نکیر فکان إجماعاً."

اور جس بات پر اجماع ہوجائے اس کی سند سے بحث نہیں ہوتی۔ سلطان المحدثین ملا علی قاریؒ لکھتے ہیں:"قال عطاء الإجماع أقوىٰ من الإسناد"، اجماع اسناد سے قوی ہے، مرقات رج:۱، ص:۴۷ یعنی جس بات پر اجماع ہوجائے اس کی روایات کی جانچ پرکھ کی ضرورت نہیں۔

قرأتِ قرآن کے ذریعہ ایصال ثواب کو تلقی بالقبول اور تواتر توارث وتعامل حاصل ہے، تواتر کے بارے میں علامہ سیوطی فرماتے ہیں:"التواتر یجب العمل به من غیر بحث عن رجاله." تدریب ج:۲، ص:۱۰۴

تواتر پر عمل واجب ہے اس کے رجال پر بحث کیے بغیر۔

علامہ سیوطیؒ نے شرح الصدور میں امام قرطبیؒ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ شیخ عزالدین بن عبدالسلام فتویٰ دیا کرتے تھے کہ میت کو تلاوت قرآن کا ثواب نہیں پہنچتا، جب ان کا انتقال ہوا تو ان کے کسی شاگرد کو خواب میں ان کی زیارت ہوئی ان سے دریافت کیا آپ زندگی میں یہ فتویٰ دیا کرتے تھے، اب تو مشاہدہ ہوگیا ہوگا اب کیا رائے ہے؟ فرمانے لگے کہ میں دنیا میں یہ فتویٰ دیا کرتا تھا لیکن یہاں آکر جو اللہ تعالیٰ کے کرم کا مشاہدہ کیا تو اس فتویٰ سے رجوع کرلیا میت کو قرآن کریم کی تلاوت کا ثواب پہنچتا ہے۔

امام نووی شافعی، شرح المہذب ج:۵، ص:۳۱۱ میں لکھتے ہیں کہ قبر کی زیارت کرنے والے کے لیے مستحب ہے کہ جس قدر ہوسکے قرآن کریم کی تلاوت کرے اس کے بعد اہل قبور کے لیے دعا کرے، ایصال ثواب کرے۔ امام شافعیؒ نے اس کی تصریح فرمائی ہے اور اس پر ہمارے اصحاب متفق ہیں۔ ●●●
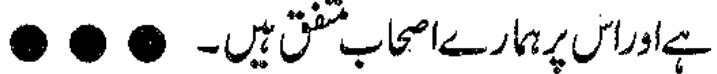
اعتراضات کا جواب

بعض لوگوں نے مالی اور بدنی عبادتوں کی تقسیم وتفریق کرتے ہوئے کہا ہے کہ صرف مالی عبادتوں کا فائدہ اموات کو ہوگا، کیوں کہ منصوص ہے بدنی عبادتوں کا، فائدہ اموات کونہیں ہوگا، کیوں کہ منصوص نہیں۔

علامہ ابن قیمؒ فرماتے ہیں کہ یہ قیاسِ محض ہے اور انکارِ بے دلیل ہے، حقیقت یہ ہے کہ مالی وبدنی دونوں عبادتوں کا ایصالِ ثواب منصوص ومنقول ہے، صدقات کا ایصال ثواب ہرطرح کی مالی عبادتوں کے ایصال کے لیے دلیل وحجت ہے، روزہ کا ایصال ثواب ہرطرح کی بدنی عبادتوں کے ایصال ثواب کے لیے دلیل قاطع اور حجت تام ہے، جب کہ حج کا ایصال ثواب دونوں طرح کی عبادتوں کے ایصالِ ثواب کے لیے دلیل ہے، چناں چہ فرماتے ہیں:"وقد نبه الشارع بوصول ثواب الصدقة على وصول سائر العبادات المالية ونبه بوصول ثواب الصوم على وصول سائر العبادات البدنية وأخبر بوصول ثواب الحج المركب من المالية والبدنية فالأنواع الثلاثة ثابتة بالنص والإعتبار فقه السنة."سید سابق ج:۱،ص:۳۹۶

بعض لوگوں نے سورہ نجم آیت نمبر ۳۹"وَ اَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى" سے استدلال کرتے ہوئے کہا ہے کہ میت کو قرآن خوانی کا ثواب نہیں پہنچتا ہے، جیسا کہ جناب صلاح الدین یوسف صاحب نے اس آیت کی تفسیری حاشیہ میں وضاحت کی ہے، احسن البیان سورۂ نجم آیت نمبر ۳۹/، حاشیہ نمبر ۵، لیکن اس آیت کو سابقہ آیات سے ملا کر دیکھا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ یہ حکم امت محمدیہ کے لیے نہیں ہے بلکہ اس کا تعلق امتِ ابراہیم

اور امتِ موسیٰ علیہما السلام سے ہے۔

"اَمْ لَمْ يُنَبَّاْ بِمَا فِيْ صُحُفِ مُوْسیٰ، وَاِبْرَاهِيْمَ الَّذِيْ وَفّٰى، اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى، وَاَنْ لَيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى."

مولانا جوناگڑھی ان آیات کا ترجمہ کرتے ہیں: "کیا اسے اس چیز کی خبر نہیں دی گئی جو موسیٰ علیہ السلام کے (۳۶) اور وفادار ابراہیم علیہ السلام کے صحیفوں میں تھا (۳۷) کہ کوئی شخص کسی دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گا (۳۸) اور یہ کہ ہر انسان کے لیے صرف وہی ہے جس کی کوشش خود اس نے کی۔ (۳۹)

ان آیات کی شرح کرتے ہوئے علامہ شبیر احمد عثمانیؒ لکھتے ہیں کہ آدمی جو کچھ کوشش کر کے کماتا ہے وہی اس کا ہے، کسی دوسرے کی نیکیاں لے اڑے یہ نہیں ہو سکتا ہے، باقی کوئی خود اپنی خواہش سے اپنے بعض حقوق دوسرے کو ادا کر دے اور اللہ اس کو منظور کر لے وہ الگ بات ہے۔

بعینہٖ یہی بات مشہور سلفی عالم علامہ صالح آل الشیخ مذکورہ آیت کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "آیت مذکور میں للانسان پر داخل لام، لامِ ملک ہے یعنی انسان صرف اپنی ہی کوشش کا مالک ہے۔ احمد، خالد کی محنت و کوشش کا مالک نہیں ہوگا، اِلّا یہ کہ خالد خود کوئی عمل کر کے مثلاً قرآن خوانی کر کے احمد کو بخش دے تو یہ بلاشبہ درست و جائز ہے۔

فرماتے ہیں: "وَاَنْ لَيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى، اللام هنا كما هو معروف لام الملك، يعني الإنسان لا يملك إلا سعيه، أحمد لا يملك سعي خالدٍ الخ." شروح عقیدہ طحاویہ ص: ۱۶۶۳، پھر ص: ۱۶۵ا پر لکھتے ہیں: "أما لو تبرع أحد وقرأ القرآن لنفسه وبعد القراءة قال اللّٰهم اجعل ثواب قراءتي لفلانٍ فإن هذا جائز على الصحيح كما ذكرنا ذلك."

مزید فرماتے ہیں: "امر بالمعروف، نہی عن المنکر، علم، ذکر، قرآن خوانی، نیز تمام نفلی

عبادتوں کا ایصال ثواب کیا جا سکتا ہے اور اموات کو اس کا فائدہ پہنچتا ہے''، چنانچہ لکھتے ہیں:

فأمر الإنسان بالمعروف ونهيُه عن المنكر والعلم والذكر وقراءة القرآن ونحو ذلك مما يدخل في إسم الصدقة العام وهي النوافل والطاعات التطوعيه فإنها تنفع الميت إذا أهدى الثواب." بحوالہ شروح عقیدہ طحاویہ ص: ۱۱۶۵۔ ناشر دار ابن جوزی قاہرہ مصر۔

آل شیخ کی مذکورہ بات کی تائید علامہ عبدالعزیز بن باز، علامہ ناصر الدین البانی، علامہ صالح فوزان جیسے اکابرین امت نے بھی کی ہے۔

ان تصریحات کے بعد بھی عصر حاضر کے بعض نام نہاد متشدد سلفی حضرات کا تلاوت قرآن کے ایصال ثواب سے انکار حرمان نصیبی شومئی قسمت، نادانی اور محرومی کی دلیل ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عباس فرماتے ہیں: آیت ''اَنْ لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی''، دوسری آیت: وَالَّذِیْنَ آمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّیَّتُهُمْ بِاِیْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ الخ''، سے منسوخ ہے۔ عکرمہ کا قول ہے: کہ آیت مذکورہ کا حکم حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ علیہما السلام کی امتوں کے لیے مخصوص تھا۔ امتِ اسلامیہ کو تو اپنے کیے ہوئے نیک اعمال کا بھی ثواب ملے گا اور ان نیکیوں کا بھی جو ان کے لیے دوسرے کریں۔''

بحوالہ تفسیر مظہری اردو ج:۱۱، ص:۱۳۰۔ ناشر دار الاشاعت کراچی۔

● ● ●

اجتماعی قرآن خوانی

میت کے ایصال ثواب کے لیے قرآن خوانی تو بلاشبہ درست ہے، لیکن اس میں چند باتوں کا لحاظ رکھنا بے حد ضروری ہے۔

۱۔ جو لوگ بھی قرآن خوانی میں شریک ہوں ان کا مقصد محض رضاء الٰہی ہو، اہل میت کی شرم اور دکھاوے کی وجہ سے مجبور نہ ہوں اور شریک نہ ہونے والوں پر کوئی نکیر نہ کی جائے، بلکہ انفرادی تلاوت کو اجتماعی قرآن خوانی پر ترجیح دی جائے کہ اس میں اخلاص زیادہ ہے۔

۲۔ دوم: یہ کہ قرآن کریم کی تلاوت صحیح کی جائے غلط نہ پڑھا جائے ورنہ اس حدیث کا مصداق ہوگا کہ بہت سے قرآن پڑھنے والے ایسے ہیں کہ قرآن ان پر لعنت کرتا ہے۔

۳۔ سوم: یہ کہ قرآن خوانی کسی معاوضہ پر نہ ہو ورنہ قرآن پڑھنے والے ہی کو ثواب نہیں ہوگا، میت کو کیا ثواب پہنچائیں گے، ہمارے فقہاء نے وضاحت کی ہے کہ قرآن خوانی کے لیے دعوت کرنا اور صلحاء وقراء کو ختم کے لیے جمع کرنا مکروہ ہے۔

● ● ●

تیجہ، دسواں، چہلم، چالیسواں، برسی

تیجہ، دسواں، چہلم، چالیسواں، برسی وغیرہ ہندوانہ رسمیں ہیں ان ایام کو ایصال ثواب کے لیے مخصوص کرنا، اور یہ عقیدہ رکھنا کہ ان ہی ایام میں ایصال ثواب ہوسکتا ہے تو یہ سراسر بدعت اور ناجائز ہے بلکہ مشابہت بالکفار کی وجہ سے ممنوع قطعی ہوگا۔ ارشاد نبویؐ ہے: "مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ."

طلوعِ شمس، غروبِ شمس، زوالِ شمس کے وقت نماز کی ممانعت کفار کی عبادت میں مشابہت سے بچنے ہی کے لیے ہے، اختصار یعنی کمر پر ہاتھ رکھ کر نماز پڑھنے کی ممانعت یہود کی مشابہت سے بچنے ہی کے خاطر ہے، صرف یومِ عاشوراء کے روزہ کی کراہیت اسی وجہ سے ہے، صوم وصال کی ممانعت کی وجہ بھی نصاریٰ کی مشابہت سے بچنا ہے کیوں کہ یفعل ذلك النصارىٰ، جو شریعت اہل کتاب کی مشابہت کو ناگوار جانے وہ ہندوؤں، کافروں کی برسی، تیجہ، چالیسواں وغیرہ کی اجازت کیسے دے سکتا ہے، جب کہ ان رسموں میں سوائے نمائش، فخر، ریا، دکھاوا، خرافات، بدعات، اسراف، نمود، ناک کٹنے کا ڈر ہوتا ہے، نیت نیک نہیں ہوتی، اس صورت میں نہ ثواب ہے نہ ایصال ثواب۔ بریلوی مکتبِ فکر کے مشہور عالم مولانا شمس الدین صاحب جون پوریؒ نے وضاحت کرتے ہوئے قانون شریعت جلد دوم، ص: ۳۴۵ پر لکھا ہے کہ "مگر یہ ضرور ہے کہ یہ کام (ایصال ثواب) اچھی نیت سے کیے جائیں، نمائش نہ ہو، نمود مقصود نہ ہو، نہیں تو نہ ثواب ہے نہ ایصال ثواب۔ بعض لوگ اس موقع پر عزیز واقارب اور رشتہ داروں کی دعوت کرتے ہیں یہ موقع دعوت کا نہیں بلکہ محتاجوں، فقیروں کو کھلانے کا ہے جس سے میت کو ثواب پہنچے۔"

نیز اعلیٰ حضرت احمد رضا خاںؒ فرماتے ہیں: ''کہ محتاجوں کو چھپا کر دے، یہ جو عام رواج ہے کہ کھانا پکایا جاتا ہے اور تمام اغنیاء و برادری کی دعوت ہوتی ہے ایسا نہ کرنا چاہیے، چھپا کر دینا محتاجوں کو اعلیٰ و افضل ہے۔'' حدیث ہے: ''صدقة السر تدفع ميتة السوء وتطفئ غضب الرب'' چھپا کر دینا بری موت سے بچاتا ہے اور رب العزت جل جلالہ کے غضب کو ٹھنڈا کرتا ہے۔ الملفوظ کامل حصہ سوم، ص: ۲۹۳

حنفیہ، حنابلہ کے نزدیک یہ جائز ہے کہ انسان اپنے عمل جیسے: نماز، روزہ، حج، صدقہ، عتق، طواف، عمرہ، تلاوت اور دوسری چیزوں کا ثواب دوسرے زندہ یا مردہ کے لیے کر کے بہ طور تطوع کے ہدیہ دے دے کیوں کہ ''ضحى النبي صلى الله عليه وسلم بكبشين أملحين، أحدهما عنه، والآخر عن أمته''. ''نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دو سفید و سیاہ رنگ کے مینڈھوں کی قربانی کی، ایک اپنی طرف سے ایک اپنی امت کی طرف سے۔'' (رواہ البیہقی ج:۹، ص:۲۶۷/ مجمع الزوائد، ج:۴، ص:۲۲) وقال الهيثمي: ''إسناده حسن'' اور عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرو بن العاص سے جب انہوں نے اپنے والد کے سلسلے میں پوچھا تھا فرمایا: ''لو كان مسلماً فأعتقتم عنه أو تصدقتم عنه أو حججتم عنه بلغه ذلك.'' [رواه أبو داؤد]

اگر وہ مسلمان ہوتے اور تم ان کی طرف سے آزاد کرتے یا صدقہ کرتے یا حج کرتے تو یہ ان کو پہنچتا، حضرت انسؓ سے مروی ہے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم اپنے مردوں کی طرف سے صدقہ، حج کرتے ہیں اور ان کے لیے دعا کرتے ہیں تو کیا یہ ان کو پہنچتا ہے فرمایا: ''نعم! إنه ليصل إليهم وإنهم ليفرحون به كما يفرح أحدكم بالطبق إذا أهدي إليه''. [رواه أبو حفص عكبري] بحوالہ ابن عابدین ج:۲، ص:۲۳۷، ہاں بلاشبہ ان کو پہنچتا ہے اور وہ اس سے اس طرح خوش ہوتے ہیں۔ جیسے: تم

میں سے کوئی اس وقت خوش ہوتا ہے جب اس کو طبق میں رکھ کر کچھ ہدیہ کیا جاتا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "إن من البر بعد الموت أن تصلي لأبويك مع صلاتك وأن تصوم لهما مع صومك". [رواه دار قطني] ۔بحوالہ ابن عابدین ج:۲،ص:۲۳۷، موت کے بعد والدین کے ساتھ حسن سلوک میں سے یہ بھی ہے کہ اپنی نماز کے ساتھ تم اپنے والدین کے لیے نماز پڑھو اور اپنے روزہ کے ساتھ ان کے لیے روزہ رکھو۔

خلاصہ یہ کہ صدقات، خیرات مرحومین کے لیے وقف کرنا، مسجد بنانا، مدرسہ تعمیر کرنا، دینی کتابیں مہیا کرنا، پانی کا نظم کرنا، حج، روزہ، نماز، تلاوت، ذکر، درود، تسبیح، فقراء، مساکین کو کھانا کھلانا، ان کی کفالت کرنا ان کو زیور تعلیم سے آراستہ کرنا، قربانی کے موقع سے قربانی کرنا، روز کچھ نہ کچھ پڑھ کر ایصال ثواب کرنا سب ثابت ہے، باقی خرافات، رسم ورواج ایجاد بندہ ہے اور ایجاد بندہ تمام تر گندہ۔

اللہ نیکی کی راہ پر چلائے قرآن وسنت کی پیروی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

●●●
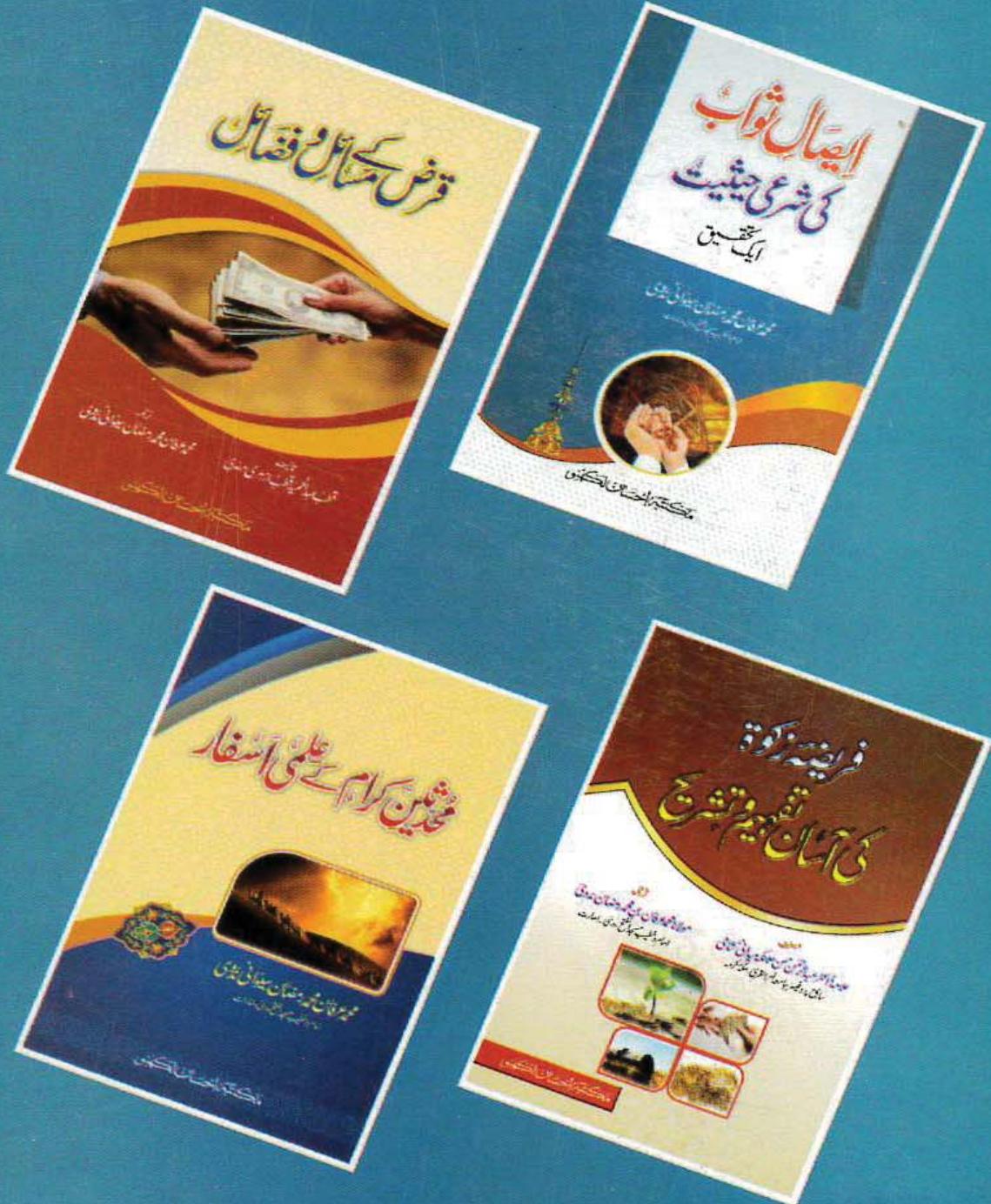
بیت نور، رمضان

Bait-e-Noor Ramzan

Siswan East, Siwan, Bihar

+97-1505 359 002 +91-896 971 7070

E-mai : irfan.nadvi@yahoo.com

₹ 30/-

Printed by : **MAKTABA AHSAN** Ph. : 0522-2742842